السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

سنتِ فجر کے بعد کروٹ پرلیٹنے کے بارے میں علماء دین ومفتیان شرع متین کیا فرماتے ہیں کہ ایسا کرنا فرض ہے یا واجب یا سنت یا مستحب؟ بینوا بالدلیل توجروا لکم الثواب

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

سنتِ فجر کے بعد داہنی کروٹ پر لیٹنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور ترک بھی ثابت ہے، سو یہ فعل مستحب ہوا۔ کیونکہ مستحب اس فعل کو کہتے ہیں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کیا ہو اور کبھی چھوڑ دیا ہو۔

([1]عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی رکعتی الفجر اضطجع علی شقه الایمن) (رواہ البخاری)([1])

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب فجر کی دو رکعت (سنت) پڑھتے تو داہنی کروٹ پر لیٹ جاتے۔"

([1]وعن عائشة رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا صلی فان کنت مستیقظة حدثنی والا اضطجع حتی یؤذن للصلاة) (رواہ البخاری)([2])

"حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے اور میں بیدار ہوتی تو مجھ سے گفتگو کرتے، ورنہ لیٹ جاتے تاآنکہ نماز کے لئے اذان دی جاتی۔"

معلوم ہوا کہ اس فعل کو فرض یا واجب کہنا صحیح نہیں ہے اور بدعت کہنا بھی درست نہیں ہے، بلکہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ترک بھی ثابت ہے تو واجب یا فرض کیونکر ہوسکتا ہے واجب وفرض کا ترک تو ناجائز ہے۔ چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عدم وجوب پر ایک باب قائم کیا ہے کہ:

باب "من تحدث بعد الرکعتین فلم یضطجع" ...أشار بھذہ الترجمة الی انه صلی اللہ علیه وسلم لم یکن یداوم علیھا وبذلک احتج الائمة علی عدم الوجوب، وحملوا الأمر الوارد بذلک فی حدیث أبی ہریرة عند أبی داود وغیرہ علی الاستحباب (فتح الباری 3/43، ابوداود 1/179)

جو کوئی فجر کی دو سنتوں کے بعد گفتگو کرے اور نہ لیٹے" اس ترجمہ الباب سے یہ ثابت کیا ہے کہ آپ اس فعل پر دوام اختیار نہیں کرتے تھے، اس سے ائمہ کرام نے عدم وجوب پر دلیل لی ہے اور اس ضمن میں ابوداؤد اور اس کے علاوہ سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے "امر" منقول ہے۔ جسے استحباب پر محمول کیا ہے۔ (فتح الباری)

سو ابوداؤد وغیرہ میں جو بصیغہ امر ارشاد فرمایا ہے اس امر سے استحباب مراد لینا ہی لازم آتا ہے، ورنہ حدیث ماقبل سے تطبیق ممکن نہ ہوگی۔

اور اسی طرح جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فعل ثابت ہے تو بدعت کیونکر ہوسکتا ہے اور جن بزرگانِ دین سے اس فعل کا انکار وارد ثابت ہے اس کی وجہ سے ہے کہ ان کو یہ حدیث نہیں ملی ورنہ کوئی مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کا کیونکر رد کرسکتا ہے چہ جائیکہ بندگانِ دین اس کا رد کریں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا انکار:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا اس فعل کے استحباب سے انکار کے متعلق حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری میں رقمطراز ہیں:

(واما انکار ابن مسعود الاضطجاع وقول ابراہیم النخعی ہی ضجعة الشیطان، کما أخرجھما ابن أبی شیبة فھو محمول علی انه لم یبلغھما الأمر بفعله) (فتح الباری 3/43)

"سو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا لیٹنے سے انکار اور ابراہیم النخعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول کہ یہ شیطان کا لیٹنا ہے جیسا کہ یہ ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے یہ اس پر محمول کیا جائے گا کہ ان دونوں حضرات تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل نہ پہنچا ہوگا۔"

اور بعض کا یہ کہنا کہ یہ فعل تہجد گزار کے ساتھ خاص ہے، بلا دلیل ہے، کیونکہ تخصیص بلا دلیل نہیں ہوسکتی۔ کما لایخفی۔ واللہ اعلم

قد نمقہ العاجز/ محمد یسین الرحیم آبادی ثم العظیم آبادی وعفی عنہ سیأتہ۔

اسمائے گرامی مؤیدین علماء کرام:

المجیب مصیب۔ محمد حسین خان خورجوی۔

جواب ھذا صحیح ہے۔ مستحب کو بدعت کہنا نہایت مذموم ہے۔ حسبنا اللہ بس حفیظ اللہ۔

محمد عبدالسلام غفرلہ۔ 1399ھ

عبدالرؤف 1303 بہاری

ابو محمد عبدالحق 1205 لودیانوی

خادم شریعت رسول الاداب ابو محمد عبدالوھاب 1300 الفنجابی الجھنگوی نزیل الدہلی۔

محمد طاہر 1304ھ سلہٹی

---

[1](فتح الباری 1/626، مسلم 1/508، مصابیح السنہ 1/422)

[2]فتح الباری کتاب الوتر حدیث 1160، مسلم 1/508، مصابیح السنہ 1/421، شرح السنہ بغوی 4/7

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ نواب محمد صدیق حسن

صفحہ: 149

محدث فتویٰ